

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ، وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْعَظِيمِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الْكَرِيمِ ۝

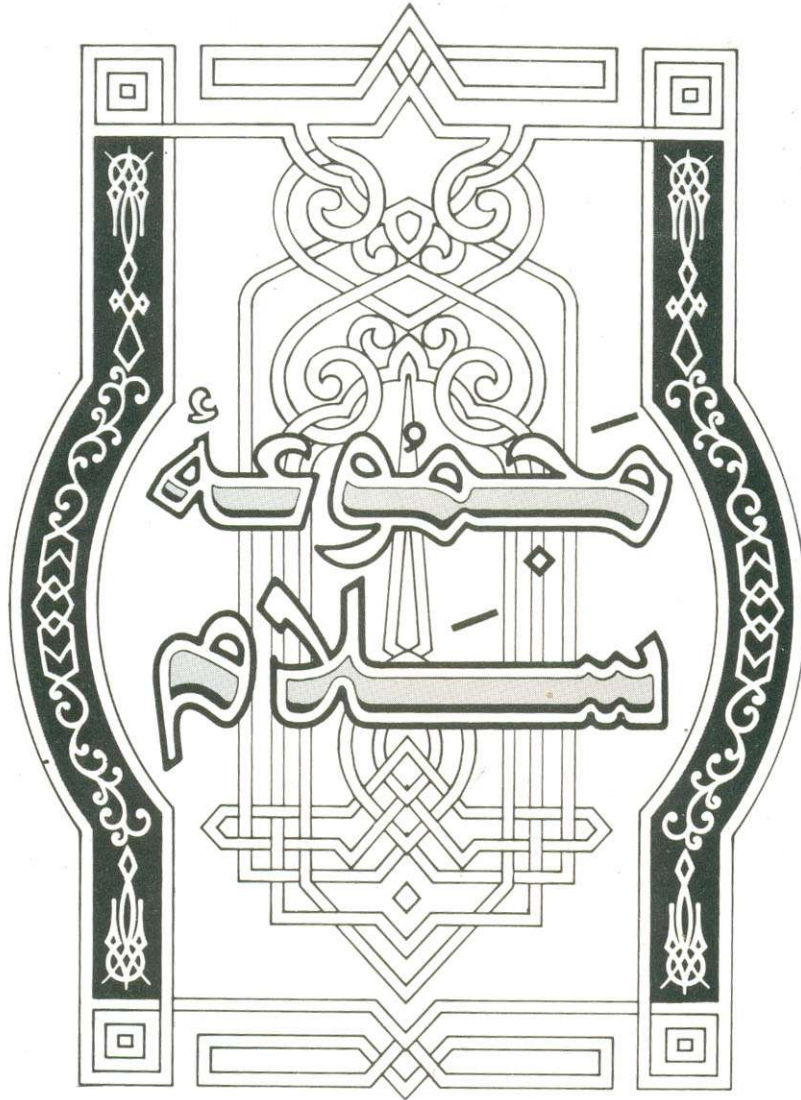


نتیجہ فکر

عالی جناب مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جوہر اعلیٰ اللہ مقامہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ، وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْعَظِيمِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ الْكَرِيمِ ط



نتيجة فكر

عالي جنب مولانا محمد مصطفیٰ صاحب جوہر اعلیٰ اللہ مقامہ

عرضِ فاسر

جناب مصطفیٰ جوہر اعلیٰ اللہ مقامہ کا مجموعہ سلام پیش خدمت ہے۔ اس مجموعہ کا ایک جامعہ اور شایانِ شان تعارف جناب سید حسنین جعفری کے قلم سے اس میں شامل ہے۔ اس کلامِ بلاغت نظام کے بارے میں مزید کسی تبصرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔ پھر بھی اس امام الکلام کے سلسلے میں مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ جس بصیرت اور بلاغت، اختصار، جامعیت اور ترتیب و تہذیب سے مولانا مرحوم نے اہل بیت علیہم السلام سے حقیقت اور واقعیت کو سامنے رکھتے ہوئے عقیدت اور ایمان کامل کا اظہار فرمایا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ چند اشعار جنہیں پڑھ کر قارئین بھی یقیناً لطف اندوز ہونگے پیش خدمت ہیں:-

الفت آل نبی ﷺ ہے بحرِ ناپیدا کنار
فضائلِ علیؑ کی حد نہیں فرماتے تھے احمدی ﷺ
اس طرف ساحل ہے اس طرف ساحل نہیں
تو پھر کیونکر کہاں مداحِ سرور کا قلم ٹھہرے
یہ اشعار بالخصوص ان کیلئے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مدحِ اہلبیت میں غلو کا پہلو ہے۔

وحی و قرآن سے خدا تو یوں بسائے تیرا گھر
یہ شعر بلا تبصرہ ہی توجہ کے قابل ہے
اور اُجاڑے اُمتِ احمد وہی گھرِ فاطمہؑ

ممکنِ اول نے پیشانی وہاں رکھی جہاں
قبلہ مولانا نے منزلِ قابِ قوسین کی وضاحت کس قدر خوبصورتی سے فرمائی ہے۔
فاصلہ واجب کی سرحد سے نہایت کم رہا

جب مشیت کے ورق پر لکھ چکا ذبحِ عظیم
شاہِ دینؑ کہتے تھے میں ہوں مقصدِ ذبحِ عظیم
دیر تک سر کلک قدرت کا قلق سے خم رہا
کر بلا جا کر ادا کرنا ہے قربانی مجھے

مصنف نے جناب اسماعیلؑ کی قربانی سے لے کر کر بلا تک کا فاصلہ دو اشعار میں طے فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے
الفاظ کا انتخاب اور بلاغت - سبحان اللہ۔

مولانا جو ہر صاحب کے دوکارنامے ہمارے سامنے ہیں۔ ایک ان کا **مجموعہ سلام** اور دوسرے ان کے **فرزند ارجمند**۔

جناب مولانا طالب جوہری مدظلہ عالی ... جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ بھی اپنے والد محترم کی طرح ہمہ جہت شخصیت ہیں۔

تفسیر قرآن اور خطیب آل محمد ﷺ کے حوالے سے موجودہ دور کے تمام مسلمان ان کی علمیت، اسلوب تحریر اور خطابت کے قائل ہیں۔ عاجز اس کا بذات خود گواہ ہے کہ ہزاروں لوگ صرف مولانا کی زیارت کے متمنی ہیں۔

یہ ان کا احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے اس مجموعہ کلام کو شائع کرنے کی بھی اجازت دی۔ اس سے قبل انکی تین کتابوں کو شائع کرنے کا فخر اور شرف بھی اس عاجز کو حاصل ہے۔

دست بدعا ہوں کہ پروردگارِ عالمین بحق محمد ﷺ و آل محمد ﷺ ان کا سایہ ہم پر قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ اور جس پر خلوص جذبے سے وہ دینِ حق کی ترویج میں دن رات مصروف ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین اور انکی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جو کتب پہلے شائع ہو چکی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ احسن الحدیث (قرآن کریم کی تفسیر جلد اول)

۲۔ حرفِ نمو۔ مولانا کا مجموعہ کلام

۳۔ علامات ظہور مہدی علیہ السلام۔

اس مجموعہ سلام کی تزئین و آرائش اور طباعت میں جناب نوازش علی صاحب مینجنگ ڈائریکٹر ٹارٹریس لاہور نے جس ذاتی دلچسپی کا اظہار فرمایا وقت دیا اور تزیین کتاب درست فرمائی پروردگارِ عالمین بحق محمد ﷺ و آل محمد ﷺ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کے خانوادہ پر اپنی رحمتوں، برکتوں کا نزول فرمائے۔

آمین ثم آمین۔

احقر

ذوالفقار علی

ب

عرض مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی و سلام علی عبادہ الذین (مصطفیٰ)

اما بعد۔ یہ مجموعہ سلام اس ارشادِ معصوم کی بنا پر عالم وجود میں آیا ہے کہ من قال فینا بیتا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔ اس لئے میں نے بھی مداحانِ سلف کی پیروی میں اپنے لئے جنت میں کچھ گھر بنوا لئے ہیں۔

طبعیت موزوں تھی کامیاب ہو گیا۔ ان میں نہ کوئی معیار پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اور نہ فنِ بلاغت کی رنگارنگی کا سہارا لیا گیا ہے اگر کہیں کوئی صنعت کسی شعر میں آگئی ہے تو میری مجبوری کی وجہ سے صاحبانِ فن اگر کوئی نقص پائیں تو اپنی شرافت نفس سے کام لے کر پردہ پوشی کو راہ دیں۔ والسلام

محمد مصطفیٰ جوہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالم باعمل، خطیب باکمال، شاعر بے مثال سرکار مولانا محمد مصطفیٰ جوہر مدظلہ العالی کا "مجموعہ سلام" کچھ عرصہ قبل منظر عام پر آیا۔ پڑھنے اور سننے والوں کے لئے باعث نجات بنا۔ سرکار موصوف نے عزت و اکرام سے نوازا اور میرے والد گرامی آغا سید حسنین جعفری مدظلہ کو پیش لفظ لکھنے کے لئے منتخب فرمایا۔

والد محترم جنہیں اب مرحوم لکھتے ہوئے قلم بھی اشکبار ہے نے ۲۲ جولائی ۵۸ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ سرکار مولانا نے یہ مجموعہ سلام میرے والد مرحوم کے لئے ہدیۃ وقف فرمادیا۔ جس کے لئے ہم پسماندگانِ آغا مرحوم سرکار کے بے حد شکر گزار ہیں کہ یہ ثواب جاریہ ہمیں نصیب ہوا۔

دوسرا ایڈیشن اس استدعا کے ساتھ حاضر خدمت ہے۔ خداوند عالم بطیفیل آئمہ معصومین سرکار موصوف کا سایہ ہم مومنین پر قائم و دائم رکھے۔ ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر مرحوم کی روح کو بخش دیں۔

آمین ثم آمین

والسلام

آغا سید قمر حسنین

۶۴- ڈی بلاک-۶

فیڈرل بی ایریا، کراچی

۲۳- اگست ۱۹۸۵ء

نَحْنُ نَحْنُ وَنَحْنُ عَلِيٌّ رَسُوْلُهُ الْكَرِيْمُ وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ

سلا

ہے شہیدِ کربلا کی یاد اُٹھتے بیٹھے اس لئے کرتا ہے دل فریاد اُٹھتے بیٹھے
"میں حسین ابن علی سے، مجھ سے ہے میرا حسین"
باپ کے انداز پر منہاجِ تسلیم و رضا کرتے ہیں طے سید سجاد اُٹھتے بیٹھے
ہم حسینیٰ ہیں، ہمیں کیا پوچھتا ہے بے خبر بزمِ غم ہم کرتے ہیں آباد اُٹھتے بیٹھے
روکے کہتی تھی تصور میں یہ اصغر سے رباب دل میں ہے بیٹا تمہاری یاد اُٹھتے بیٹھے
لاشِ اکبر کے سرہانے بیٹھ کر بولے حسین آگیا میں اے مرے ناشاد اُٹھتے بیٹھے
ہے اسیری، یا نمازِ عشق ہوتی ہے ادا چل رہے ہیں سید سجاد اُٹھتے بیٹھے

جوہرِ ناقابل اس قابل کہاں ہے اے حسین

آپ کرتے ہیں جو کچھ امداد اُٹھتے بیٹھے



سلا

ننگے سر ہر صبح کو نکلے نہ کیونکر آفتاب
 ہجرت احمدؑ کا پردہ رکھ لیا کس حُسن سے
 مجتمع ہیں منبر خُتم پر محمد ﷺ اور علیؑ
 یا امیر المومنین کہہ کر علیؑ سے کی تھی بات
 سامنے ان کے جو آجائے تو گھٹ جائے ضیا
 ان کے دل میں داغِ غم، سینے پہ ماتم کا نشان
 یادگار دہر ہے ماہِ بنی ہاشم کی جنگ
 سطح پر اس کی جو ذرے گرتے رہتے ہیں مدام
 اہلبیتؑ شہ پہ دن رہتے نہ کیوں چھا جائے رات
 بیٹیاں زہرا کی ننگے سر ہوں، یہ روشن رہے
 ہائے زنداں میں اسیروں نے اٹھائے کیا ستم
 ماتمی ہے شاہ کے غم میں برابر آفتاب
 رات بھر سوتا رہا چادر کے اندر آفتاب
 دیکھنا شمسِ رسالت کے برابر آفتاب
 اس سے روشن ہے کہ ہے مومن مقرر آفتاب
 کیا دکھاتا ہے عزاداروں کو تیور آفتاب
 ایک اندر آفتاب اور ایک باہر آفتاب
 شام کا لشکر مقابل اور رخ پر آفتاب
 ماتمِ شبیر میں ہے خاک بر سر آفتاب
 اک اُفق پر ڈوب جائیں جب بہتر آفتاب
 منہ دکھائے گا انہیں کیا روزِ محشر آفتاب
 رات بھر شبنم کی ایذا اور دن بھر آفتاب

حشر میں جوہر دکھاؤں گا غمِ سرور کا داغ

جب سوا نیزے پر آئے گا اثر کر آفتاب



سلا

حسین ابن علی کا غم دل مضطر میں رہتا ہے
 غم شیر اور حب علی ہے زندگی اپنی
 یہ جذبہ دل میں رہتا ہے، یہ سودا سر میں رہتا ہے
 سنے گا پوچھنے والے طہارت دیدہ تر کی
 یہ آنسو سیدہ کے گوشہ چادر میں رہتا ہے
 کسی صورت علی کے در پہ رہنے کی جگہ ملتی
 یہ خورشید ضیا گستر اسی چکر میں رہتا ہے
 نکلتا ہی نہیں بغض علی دشمن کے سینے سے
 یہ مرحب دوسرا ہے جو اسی خیر میں رہتا ہے
 فراری سے نہ پوچھو یہ کہ آخر بھاگتا کیوں ہے
 یہ پوچھو بھاگنا طے ہے تو کیوں لشکر میں رہتا ہے
 انہیں پر حال طاری عشق پیغمبر ﷺ میں رہتا ہے
 کیا کرتے ہیں جو حب علی میں قیل وقال اکثر
 وہ جانیں راز دیں، فرقان جن کے گھر میں رہتا ہے
 ہمیں بننا ہے مومن، ظاہری احکام کافی ہیں
 ہمارا دیدہ تر چشمہ کوثر میں رہتا ہے
 علی اصغر کے لب تک کل یہ ساغر بن کے پہنچے گا
 یہ عالم رات بھر یاد علی اصغر میں رہتا ہے
 کبھی پہلو میں ڈھونڈھا اور کبھی روئیں رباب اٹھکر
 ہمیشہ آئینہ ڈوبا ہوا جوہر میں رہتا ہے
 نہ کیوں آل نبی ﷺ ہوں شان حق کے دائمی مظہر

بیان معرفت میں صدق سے ہلتا نہیں جوہر

دماغ اس کا خیال رفعت منبر میں رہتا ہے

سلا

صلہ مداح کو یہ مدحتِ حیدر سے ملتا ہے کہ جنت میں اسے گھر مصطفیٰ ﷺ کے گھر سے ملتا ہے
 اگر کرنا ہے مدحِ مصطفیٰ ﷺ سدرہ سے بڑھ آگے اشارہ مجھ کو یہ جبریل کے شہپر سے ملتا ہے
 فقط آلِ نبی ﷺ ہیں منبعِ الطافِ ربانی جسے جو فیض ملتا ہے انہیں کے گھر سے ملتا ہے
 وہ برحق جانشین ہے اور پسندیدہ مہاجر ہے جسے ہجرت کا بستر مرضی داور سے ملتا ہے
 رسالت کی ردا، فرشِ نبی ﷺ، اخلاص کا تکیہ وہی پاتا ہے جو طینت میں پیغمبرِ حیات ﷺ سے ملتا ہے
 مے توحید پینا ہے چلو میخانہء خم میں وہاں جامِ ولایت ساقی کوثر سے ملتا ہے
 غمِ شہر میں رکتے نہیں اخلاص کے آنسو تسلسل میں یہ چشمہ، چشمہ کوثر سے ملتا ہے
 بیاں کیا ہو شہیدانِ وفا کی شانِ ایمانی کوئی عمارت، کوئی مالکِ اشتر سے ملتا ہے
 سرِ شہیر کو نوکِ سناں پر دیکھنے والے پُکار اٹھے، یہ سر تو مصطفیٰ کے سر سے ملتا ہے
 خدا کی سمت رخ ہے، پشتِ سوئے عالمِ امکاں کہیں کوئی شہید ایسا کسی خنجر سے ملتا ہے
 علی اصغر کے لاشے پر جھکے ہیں اس طرح سرور کوئی سجدے میں جیسے خالقِ اکبر سے ملتا ہے
 یہ دیوانہ ہے دیوانہ، ولایۃ آلِ احمد ﷺ کا

یہی کہتا ہے جو بامعرفت جوہر سے ملتا ہے

سلا

آج مریم سے الہی ! فاطمہ بہتر بنے
 آنے والا ہے جہاں میں خانہ زادِ کبریا
 کیا خلافت کی حقیقت، کیا مجالِ انتخاب
 فتحِ خیبر کی حکایت لکھ تو سکتا ہوں مگر
 کیا ملے اس بُت شکن کے ذوقِ وحدت کی مثال
 اللہ اللہ کیا کرامت ہے غمِ شیر کی
 تیر کھا کر مسکرائے اصغر بے شیر و آب
 گھر جلادیں ظلم سے اُس کا اُسی کے اُمّتی
 ہاتھ عابد کے بندھے اور بن گئے مُشکلِ گشا
 ہتھکڑی ہاتھوں میں جس کے پاؤں میں زنجیر ہو
 کیا غضب ہے، چادرِ تطہیر ہو جس کا لباس
 چھن گئی چادر، برہنہ سر ہے آلِ بُترا
 بہر استقبالِ حیدر تیرے گھر میں در بنے
 ہاں خلیل اللہ پھر سے خانہء داور بنے
 بسترِ ہجرت پہ حیدر نفسِ پیغمبر ﷺ بنے
 شرط اس کی ہے قلمِ جبریل کا شہر بنے
 زینہء توحید جس کا دوشِ پیغمبر ﷺ بنے
 اشک جو آنکھوں سے نکلے، حشر میں گوہر بنے
 گود میں دادی کے پہونچے فدیہء اکبر بنے
 بہر آبادیِ عالم جس نبی ﷺ کا گھر بنے
 پائے اقدس کشتیِ اسلام کا لنگر بنے
 کس طرح تھامے مہار اور سارباں کیونکر بنے
 اس کی بیٹی خلق میں محتاجِ یک چادر بنے
 اے غبارِ دشت لازم ہے کہ تُو چادر بنے

کی نگاہِ آلِ احمد ﷺ نے کچھ ایسی تربیت

یہ شرف پایا، محمد مصطفیٰ جوہر بنے



سلا

جب اُحد میں کھینچتے تھے تیغ حیدر بار بار
لافتی کہتے تھے جبریل و پیغمبر ﷺ بار بار
مل گیا بستر شبِ ہجرت علیٰ کو مل گیا
جانشینی کا نہیں ملتا ہے بستر بار بار
یاد رکھو اپنے ایمان کی گواہی کے لئے
ہم مناتے ہیں غمِ سبطِ پیغمبر ﷺ بار بار
بار بار آتی رہی بن بن کے دنیا سامنے
اور علیٰ مارا کئے ٹھوکر پہ ٹھوکر بار بار
کرتے جاتے شاہ کے قدموں پہ سر اپنے نثار
زندہ گر ہوتے بہتر کے بہتر بار بار
یاد آ جاتی تھی جب بھی روزِ عاشورہ کی پیاس
چومتے تھے لبِ نواسے کے پیغمبر ﷺ بار بار
کرتے ہیں اِتمامِ حُجّت، طالبِ نصرت نہیں
یہ جوہلِ منِ ناصر کہتے ہیں سرورِ بار بار
ایک سجدہ جو کیا سبطِ نبی ﷺ نے وقتِ عصر
ایسے سجدے میں نہیں جھکتا کوئی سر بار بار
دو قدم چل کر مرے آقا کہیں تو بیٹھے
کہتا تھا عابد سے زنجیروں کا لنگر بار بار
رونے پاتی تھیں نہ اپنے وارثوں کو پیاس
تازیانے سے ستاتے تھے ستمگر بار بار

کیا عجب عباسؑ، حضرت سے کہیں کیجئے کرم

آستان پر آپ کے آتا ہے جوہر بار بار



سلا

راہِ اُلفت میں بڑھا اے عاشقِ حیدر قدم
 ہو مگر پہلے قدم سے دوسرا بہتر قدم
 ایک صورت ہے کریں احمد علیؑ برادر کو بلند
 یوں اگر چو میں تو چو میں دوش پیغمبرِ صالحؑ قدم
 ہیں علیٰ خیر کی خندق میں لئے در ہاتھ پر
 چومتے ہیں اُس طرف جبریلؑ کے شہر قدم
 راہِ حق میں سر کے بل چلتے تو پھر بھی بھاگتے
 بھاگنے والوں کے ہوتے گر کہیں سر پر قدم
 مثل پیغمبرِ صالحؑ ہوئی معراجِ حیدر کو نصیب
 عرش پر ہیں دوش پیغمبرِ صالحؑ سے مس ہو کر قدم
 اپنا مرکز ہے ازل سے اُلفتِ آلِ نبیؑ
 اب وہ اہلبیت کی سرحد میں داخل ہو گئے
 بہرِ رخصت باپ کے قدموں سے لپٹا ہے پسر
 گھر سے نکلے اور ہاتھوں ہاتھ جنت میں گئے
 عزمِ شبیری کا جادہ کیوں نہ طے ہوتا بھلا
 سات سو کرسی نشین، دربار اور آلِ نبیؑ
 ان اسیروں کے خدا جانے اٹھے کیونکر قدم
 تھا مشیت کا قدم سجاد کا ہر ہر قدم
 خاک پر رکھنے نہ پائے تھے ابھی اصغر قدم
 ان اسیروں کے خدا جانے اٹھے کیونکر قدم

اس کا کھٹکا ہے نہ چبھ جائے کہیں خارِ مجاز

پھونک کر راہِ حقیقت میں رکھ اے جوہر قدم



سلا

کنارے حوضِ کوثر کے شہ ابراڑ بیٹھے ہیں
 غمِ شیر میں جینا ہمارا حق ہے جیتے ہیں
 امامِ عصر آؤ انتقامِ خونِ ناحق کو
 بنائے کعبہ کس نیت سے کی تھی بڑھ کے پوچھو تو
 سلوئی کی صدا تنقید ہے دورِ گزشتہ پر
 نفاق و شرک ڈرتے ہیں دلِ مومن تک آنے میں
 ملا دوں نغمہ سے نغمہ نہ کیوں تو صیفِ حیدر میں
 ہماری بزمِ غم مقبول ہو جائے تو حیرت کیا
 ادھر نامِ حسین آیا ادھر آنسو ہوئے جاری
 قیامت ہے جواں بیٹے کی میت اٹھ نہیں سکتی
 نہیں عباسؑ سا بھائی، لحدِ خود ہی بنائیں گے
 بیاں دُروں کا ہے، عابد چلے ہیں منزلوں پیدل
 رقیہ قید میں جب باپ کو روتی تو ماں کہتی
 لئے حلقے میں شہ کو، شہ کے ماتم دار بیٹھے ہیں
 ہمارے غیر ہیں، جینے سے جو بیزار بیٹھے ہیں
 ہمیں دو اذن، ہم کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں
 علیؑ کے پاس بیت اللہ کے معمار بیٹھے ہیں
 علیؑ منبر پر مثلِ احمدؑ مختار بیٹھے ہیں
 یہ ایماں ہے کہ دل میں حیدرؑ کرار بیٹھے ہیں
 امینِ وحی جب کھولے ہوئے منقار بیٹھے ہیں
 یہاں آکر جناں کے سید و سردار بیٹھے ہیں
 مری آنکھوں میں گویا عابدِ بیمار بیٹھے ہیں
 کمر تھامے سرہانے سیدِ ابراڑ بیٹھے ہیں
 لئے اصغرؑ کی میت شاہِ دین ناچار بیٹھے ہیں
 خدا معلوم اس آفت میں کتنی بار بیٹھے ہیں
 میری بچی نہ رو، ظالم پس دیوار بیٹھے ہیں

بیاں کر حاجتیں جوہر سفارش تیری کر دینگے

حضورِ شاہ، عباسِ علمبردار بیٹھے ہیں

سلا

چاہئے ہرگز نہ تاج و تختِ سلطانی مجھے ہے بڑی شاہی علی کے در کی درباری مجھے
اُس کو جلنا ہے، مجھے دینا ہے ایماں کو نمُو چاہئے دشمن کو آگ اور چاہئے پانی مجھے
دیکھ لوں عرشِ بریں پر نقشِ پائے مصطفیٰ ﷺ کھینچ لایا ہے یہاں تک جذبِ ایمانی مجھے
چھپتی اور مٹی ہیں تصویریں تغیر کے بغیر آئینہ حیراں ہے کیوں، ہے اس پر حیرانی مجھے
اپنے بھائی کی برائی صرف اسی سے کر بیاں دے رہا ہے آئینہ یہ درسِ ایمانی مجھے
نام پرشہ کے مروں، پاؤں حیاتِ جادواں بس تمنا ہے یہی اے عالمِ فانی مجھے
شاہِ دیں کہتے تھے، میں ہوں مقصدِ ذبحِ عظیم کر بلا جا کر ادا کرنا ہے قربانی مجھے
شہ کو دے کر اصغرؑ بے شیر کو، بولیں رباب یاس کی آنکھوں سے تکتا ہے مرا جانی مجھے
شہ نے اعدا سے کہا، اصغر ہے میرا جاں بلب، تم پلا دو اس کو دو بوندیں، نہ دو پانی مجھے
کہتی تھی زینبؑ کہ یاد آتے ہیں بھائی بے کفن جب کبھی روتی ہے میرے سر کی عریانی مجھے

قلب میں جوہرِ غمِ دنیا کی گنجائش نہیں

اتنی حاصل ہے غمِ شہ کی فراوانی مجھے

سلا

اگر ہم کربلا میں ناصرِ دینِ خدا ہوتے
یہودانِ عرب خیبر بناتے لاثْعَد پھر بھی
صدقتِ انتخابی رہبروں میں کچھ اگر ہوتی
جدائی آلِ و قرآں میں کسی صورت نہیں ممکن
حقیقت ہے کہ ملتی ہے درِ حیدرؑ پہ سلمانِ
اگر ہوتی نہ ہمراہِ طرب تہذیبِ ایمانی
لہو کو ان کے بننا تھا رُخِ اسلام کا غازہ
کہا اصغرؑ سے شہ نے، تیرکھا کر مسکراتے ہو
لحد حار میں پاتے اس طرح خاکِ شفا ہوتے
تن تنہا علیؑ سب کے لئے خیبر کشا ہوتے
صراطِ حق میں ان کے بھی کہیں تو نقشِ پا ہوتے
نہ دیکھا ذات کو اوصافِ ذاتی سے جدا ہوتے
سلیمانؑ آج اگر ہوتے تو قسمتِ آزما ہوتے
غدير خُم کے متوالے نہ جانے کیا سے کیا ہوتے
علیٰ اصغرؑ نہ کیونکر فدیہٴ دینِ خدا ہوتے
مرے ننھے مجاہد! تم جواں ہوتے تو کیا ہوتے
سرنیزہ نہ پڑھتے ہم، جو قرآں سے جدا ہوتے
اشارہ تھا سرِ شبیرؑ کا یہ کلمہ گویوں سے

کرو جوہرِ ثنائے مرتضیٰ سدرہ پہ جا بیٹھو

جو کہتے ہو کہ ہم روحِ الامیں کے ہمنوا ہوتے



سلا

کھارہے تھے زخم ہنس ہنس کر بہتر دھوپ میں کھلتے جاتے تھے شہادت کے گل تر دھوپ میں
 دن کو پیدا ہے شب معراج کی نورانیت اڑ رہے ہیں گیسوئے مشکین اکبر دھوپ میں
 سختیوں سے اور بڑھتا تھا رخ مولا کا نور دے رہا تھا رنگ زہرا کا گل تر دھوپ میں
 قبل منزل کب انہیں ہوتی ہے سایہ کی تلاش راہ حق والے لگا لیتے ہیں بستر دھوپ میں
 ٹھنڈے ٹھنڈے خلد میں پہنچے رفیقان حسین سایہ مطوبی ملا دو گام چل کر دھوپ میں
 کیوں کنیروں کا نہ دھوکا، ان پہ ہو جو بیبیاں کر بلا سے شام تک جائیں کھلے سر دھوپ میں
 ناصر شہ کہتے تھے، کردو سر تسلیم خم داور صبر و رضا ہے، جلوہ گستر دھوپ میں
 چاندنی میداں میں پھیلی، گھٹ گئی زردی مہر جب چڑھے گھوڑے پہ عباس دلاور دھوپ میں

اپنے سایہ میں لوائے حمد لے لیگا ضرور
 حشر کے دن رہ نہیں سکتا ہے جوہر دھوپ میں

سلا

ماتم شیر میں جوہر کا یہ عالم رہا نورِ دل عیسیٰ رہا، دل دامنِ مریم رہا
 جس کی آنکھوں میں ہے جلوہ خلوتِ معراج کا رتبہٴ نفسِ پیغمبر ﷺ کا وہی محرم رہا
 ممکنِ اوّل نے پیشانی وہاں رکھی جہاں فاصلہ واجب کی سرحد سے نہایت کم رہا
 جرم میں حُبِ علی کے دار پر کھینچے گئے پھر بھی یہ رشتہ نہ ٹوٹا، کتنا مستحکم رہا
 تجھ کو قدرت نے بنایا نورِ احمد ﷺ کا امین کیا ترا رتبہ بلند اے طینتِ آدم رہا
 جب مشیت کے ورق پر لکھ چکا ذبحِ عظیم دیر تک سرِ کلکِ قدرت کا قلقل سے خم رہا
 عابدِ مضطر کے ہم و غم کا اندازہ کہاں جن کا مونسِ زندگی بھر گریہ پیہم رہا
 شہ کے ہاتھوں پر چھدا ناوک سے بچے کا گلا دودھ کے بدلے لہو باجھوں پہ آکر جم رہا
 موڑنے دیتا نہ تھا گردن کو طوقِ خاردار کربلا سے شام تک عابد کا یہ عالم رہا

بندگی اللہ کی کرتا رہا جوہرِ مدام
 یا علی لب پر رہا جب تک کہ دم میں دم رہا

سلا

جنگ کا منظر اُحد میں مصطفیٰ ﷺ دیکھا کئے
 لطفِ ربّانی میں شانِ انبی دیکھا کئے
 ہو رہا تھا پاک بیتِ کبریا دیکھا کئے
 مرتضیٰ توڑا کئے بُت، مصطفیٰ ﷺ دیکھا کئے
 لامکاں کے پاس جب معراج میں پہنچے رسول ﷺ
 رشک سے اس سمتِ گلِ ارض و سما دیکھا کئے
 جن کی لفظوں پر نظر تھی وہ تلاوت میں رہے
 اور ہم وجہ " نزولِ ہلِ اُتی " دیکھا کئے
 خلد کی جانب ہمیں کھینچا کیا رضواں اُدھر
 میری تربت میں نکیرین آکے بے خود ہو گئے
 پھر گیا آنکھوں میں بچپن کی عقیدت کا سماں
 کھا کے پھلِ برّجی کا دم توڑا کیا کڑیل جواں
 تیر کھایا اور اصغرِ مُسکرا کر چل بے
 روک دیتے اشتیاق کا جور، یہ بس میں نہ تھا
 کربلا سے شام تک زینب کا سرعریاں رہا
 خانہ کعبہ کو کافر بے ردا دیکھا کئے

خوشنما منظر لبِ کوثر یہ تھا جوہر کہ ہم
 جام لیکر روئے ساقی کی ضیا دیکھا کئے

سلا

آیہ تطہیر کے مقصد کا محور فاطمہؑ
یعنی شرح عظمتِ نورِ پیہرِ ﷺ فاطمہؑ
اُن سے پھیلا دینِ حق ان سے بڑھی نسلِ رسول ﷺ
ایک کوثر ہیں علیؑ اور ایک کوثر فاطمہؑ
کشتیِ دینِ خدا کی ناخدا ثابت ہوئیں
شہرِ شیرِ جیسے دے کے لنگر فاطمہؑ
نام ہے تسبیحِ زہراؑ، کامِ تسبیحِ خدا
ذکرِ تیرا ذکرِ حق اللہ اکبر فاطمہؑ
سن رہی ہیں گفتگوئے رب و جبریل امیں
چادرِ تطہیر میں، عرشِ بریں پر فاطمہؑ
تیری خدمت میں ہوا فوضہ کو قرآنِ برزباں
اے لسانِ اللہ، اے ایمان پرور فاطمہؑ
آیہ تطہیر لکھنے کے لئے تقدیر نے
تیری سیرت کو بنایا اس کا مسطر فاطمہؑ
وحی و قرآن سے خدا تو یوں بسائے تیرا گھر
اور اُجاڑے اُمّتِ احمد ﷺ وہی گھر فاطمہؑ
تو کرے اپنے جنازے کیلئے شب کو پسند
اور تری دختر ہو بلووں میں کھلے سر فاطمہؑ
زہرِ شیر کو دیا ٹکڑے جگر کے ہو گئے
پھر گیا شیر کی گردن پہ خنجر فاطمہؑ

آیتِ تطہیر کہتی ہے زبانِ حال سے
کلِ عصمتِ مصطفیٰ ﷺ اور اس کا جوہر فاطمہؑ

سلا

ایک دن بھی ماتمِ شیر سے غافل نہیں بنتِ پیغمبر ﷺ کا یہ بیتِ الحزن ہے، دل نہیں
 الفتِ آلِ نبی ﷺ ہے بحرِ ناپیدا کنار اس طرف ساحل ہے، لیکن اس طرف ساحل نہیں
 دل لئے پھرتا ہے خالی ذکرِ حق سے کس لئے ناقد و مجمل سے کیا، جب صاحبِ مجمل نہیں
 ہے اگر نادم، تلافی کر لے، مہلت ہے ابھی موت آنے پر عمل کا کوئی مُستقبل نہیں
 جانتا ہے خوب قدر و قیمتِ حبِ علی یہ پڑھا لکھا مخالف ہے، کوئی جاہل نہیں
 سوگوار و اسوۂ شیر ہے اصلِ اصول صرف رونا الفتِ شیر کا حاصل نہیں
 ہر شہیدِ راہِ حق ہے، زیرِ خنجر مطمئن پُرسکوں ذوقِ وفا میں ایک بھی بسمل نہیں
 آرہی ہے کان میں اللہ اکبر کی صدا یہ اذانِ اکبر کی ہے نوکِ سناں پر دل نہیں
 بندگی کہتی ہے خم ہو کر حضورِ کردگار سجدہ شیر کے آگے کوئی منزل نہیں

کیجئے کم مائیگی سے اس کی مولا در گزر
 مدح گو جوہر ہے لیکن جوہر قابل نہیں

سلا

حیدر کا جسے نقشِ کف پا نہیں ملتا اس کو کہیں فردوس کا رستہ نہیں ملتا
 اسلام ہی اسلام کا غل چار طرف ہے لیکن کوئی ایماں کا شناسا نہیں ملتا
 ہے مخزنِ الطاف الہی درِ شبیر اس در سے عزاداروں کو کیا نہیں ملتا
 حیرت میں ہیں دریائے تعقل کے شاور حیدر کے فضائل کا کنارہ نہیں ملتا
 جلوہ ہے مودت کا سرِ طور عقیدت موسیٰ سے کہو، دیدہ بینا نہیں ملتا
 آدم کی جو اولاد کہی جاتی ہے انساں اس اسم کا کثرت سے مسمیٰ نہیں ملتا
 پرواز میں کرتا نہیں توصیفِ علیؑ میں جبریل سے جب تک کوئی نکتہ نہیں ملتا
 شبیر کے روضے کی دکھا دیتا فضیلت مجبور ہوں فردوس کا نقشہ نہیں ملتا
 داغِ غمِ شبیر ہے رجعت کی سحر تک غیبت میں تو اس داغ کو پھاہا نہیں ملتا
 راتوں کو رباب اٹھ کے کہا کرتی تھیں، لوگو پہلو میں میرا راج دُلا را نہیں ملتا

جوہر! یہ فقط اولِ علیہ السلام مخلوق کا حق ہے

ہر ایک کو معراج کا رتبہ نہیں ملتا



سلا

دل میں جو داغِ غمِ سبطِ پیمبر ﷺ لے گیا
 قبر سے اٹھا جو میں لیتا ہوا ساقی کا نام
 روشنی کو قبر میں ماہِ مَنُور لے گیا
 شوقِ رہبر بن کے مجھ کو سوئے کوثر لے گیا
 منتہی تک طائرِ سدرہ کا شہپر لے گیا
 صاحبِ معراج کے بازو کی ضربت کا نشان
 اک فرشتہ نان جو اس گھر سے آکر لے گیا
 دستِ معصومہ کی برکت کی طلب تھی خلد کو
 پائے حیدر کو سرِ دوش پیمبر ﷺ لے گیا
 خانہ کعبہ کی تطہیر اور موحّد کا وقار
 جانشینی کا شرفِ ہجرت کا بستر لے گیا
 منبرِ پاک نبی ﷺ پر بیٹھنے سے کیا ملا
 ذاکروں کو ذکرِ شہِ بالائے منبر لے گیا
 سامعین کہتے ہیں، دیکھی رفعتِ ذکرِ حسین
 قلبِ اکبر لے گیا، حلقومِ اصغر ﷺ لے گیا
 نزدِ زہرا خلد میں زخمِ سنان و تیرِ ظلم
 کیا غضب ہے کھینچ کر ظالم وہ بستر لے گیا
 عائدِ بیمار جس بستر پہ تھے غش میں پڑے
 سر سے متنع لے گیا کانوں سے گوہر لے گیا
 شمرِ بد گوہرِ سکینہ کو طمانچے مار کر
 شامہ کا سر لے گیا زینب کی چادر لے گیا
 کیا غضب ہے، نذرِ حاکم کے لئے شمر لیں

جوہرِ غمگین، فدائے ماتمِ سبطِ رسول ﷺ

قبر میں بھی سوزِ دل اور دیدہ تر لے گیا



سلا

غديرِ غم میں صہبائے ولا کا دور چلتا ہے رسالت وجد میں ہے، وحی کا چشمہ اُبلتا ہے
 جنات کی سمت سے منہ پھیر لیتا ہے سوئے دوزخ علیؑ کی مدح سن کر یوں کوئی پہلوں بدلتا ہے
 جسے نفرت علیؑ کے نام سے ہے اُسکو گرنے دو یہاں ہر ایک مومن یا علیؑ کہہ کر سنبھلتا ہے
 ہمیں جانچو تو جانچو اتباعِ آلِ طہ سے عمل ہر ایک مومن کا اسی سانچے میں ڈھلتا ہے
 اسے آنسو سمجھتے ہیں تو سمجھیں دیکھنے والے مری آنکھوں سے بہر زخمِ شہِ مرہم نکلتا ہے
 یہ طفلِ اشک پاتا ہے جگہ رومال زہرا میں اسی آغوش میں یہ پھوٹتا ہے اور پھلتا ہے
 کہاں ہیں حضرت ایوبؑ دیکھیں صبر کے جوہر پدر کی گود میں کڑیل جواں کا دم نکلتا ہے
 ذرا اٹھ کر لحد سے یا محمد ﷺ دیکھ تو لیجئے جنازہ پر جنازہ آپ کے گھر سے نکلتا ہے
 ربابِ اصغر کی فرقت میں کہا کرتی تھیں زینبؓ سے ذرا بتلاؤ بچہ قبر میں کیونکر بہلتا ہے
 ہیں اونٹوں پر مقید بیبیاں بے مقنع و چادر اور اک بیمار ننگے پاؤں ہے کانٹوں پہ چلتا ہے

شبِ تربت اگر تاریک ہے پروا نہیں جوہر

کنول داغِ غمِ شیر کا سینے میں جلتا ہے

سلا

ہیں پئے حق اُٹھتے چلتے رہنما کے ہاتھ پاؤں وحی سے ہٹے نہیں ہیں انبیا کے ہاتھ پاؤں
 کچھ بھی ہو، بابِ اجابت تک پہنچتی ہے ضرور ہم نے یہ مانا، نہیں ہوتے دعا کے ہاتھ پاؤں
 شش جہت میں حلِ مشکل کرتے ہیں جا کر یہی اہلبیتِ مصطفیٰ ﷺ ٹھہرے خدا کے ہاتھ پاؤں
 یہ شکستِ بُت پہ فائز، ان کی جا دوشِ رسولؐ دیکھئے! کس اوج پر ہیں مرتضیٰ کے ہاتھ پاؤں
 ان پہ ہے خیبر کا در اور وہ ہوا پر مُستقر بن گئے معجز نما، معجز نما کے ہاتھ پاؤں
 کرتے ہیں سینہ زنی مجلس میں آ آ کر مدام کیا شرف پاتے ہیں ان اہلِ عزا کے ہاتھ پاؤں
 کیا ستم ہے؟ دور میں تیرے بتا اے آسمان ظلم کی زد پر مریضِ کربلا کے ہاتھ پاؤں
 یہ کٹے اور وہ زمیں پر ایڑیاں رگڑا کئے ہائے! عباسؑ اور شبیرہؑ مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ پاؤں
 دشمنانِ دیں پہ کیسی جرح اور کیسے گواہ حشر میں بولیں گے خود اہلِ جفا کے ہاتھ پاؤں

تھی بقا اسلام کی سجاؤ کے پیشِ نظر

ورنہ جوہر کب بندھے مشکل کُٹا کے ہاتھ پاؤں

سلا

بہت پیاسا ہوں جو ہر شربت دیدارِ حیدر کا
 علیٰ ہیں آدم و نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ
 فرشتوں نے تو پوچھا حالِ فتحِ قلعہ خیبر
 سہولت سے اٹھا کر رکھ دیا یاروں نے تربت میں
 نظامِ عالمِ امکاں ہے قائم آلِ اطہا سے
 زمیں کو عالمِ بالا سے دیکھا مژد کے احمد علیہ السلام نے
 امین وحی سے باتیں ہیں، وہ بھی ان کی منزل سے
 لحد میں چین سے سوئے اور اٹھے صبحِ محشر میں
 نہ کیوں اسلام کی کشتی رواں ہوا اپنے دھارے پر
 خدا شاہد تنِ عباسؑ ایسا ٹکڑے ٹکڑے تھا
 لحد سے اٹھ کے سیدھا رخ کروں گا حوضِ کوثر کا
 پیمبر تو نہیں، رتبہ ملا لیکن پیمبر کا
 بیاں کرنے لگے جبریلؑ بیتابی میں شہپر کا
 ہوا ظاہر نہ کچھ بھی بوجھ اپنے جسمِ لاغر کا
 بہر صورت گڑہ محتاج ہے گردش میں محور کا
 شبِ معراج پر سایہ پڑا زلفِ معنبر کا
 تعالیٰ اللہ کہاں پہنچا ہوا ہے اوجِ منبر کا
 ہے دنیا اور قیامت فاصلہ دونوں میں شب بھر کا
 ملا ہو بادباں جب ثانی زہراؑ کی چادر کا
 ترائی سے نہ سروژ لا سکے لاشہ برادر کا

ادھر احباب لپٹے ہیں کہ لے لو ساتھ ہم سب کو

ادھر رضواں درِ جنت پہ ہے مشتاق جوہر کا



سلا

جہاں کو ہیچ سمجھا، طالبِ باغِ ارم ٹھہرے
 حسینؑ عزمِ والے سب کے سب عالی ہم ٹھہرے
 ولایت اور براءت دونوں توام ہیں عقیدت میں
 نہ کیوں مسلک مرا اغیار کو تیغِ دو دم ٹھہرے
 مرا مرنا محمد ﷺ اور علیؑ کے روبرو ہو گا
 ہے ایماں کا تقاضا کوئی دم آنکھوں میں دم ٹھہرے
 فضائل کی علیؑ کے حد نہیں، فرماتے تھے احمد علیؑ
 تو پھر کیونکر، کہاں مداح سرور کا قلم ٹھہرے
 کنارہ کر گئے وہ جن کو احمد علیؑ سے نہ تھارشتہ
 حسینؑ ابن علیؑ کا تذکرہ کرنے کو ہم ٹھہرے
 چمن داغوں کے جنت، "تَجَنُّهَا الْاَنْهَارُ" یہ آنسو
 ہمارے دیدہ و دل غیرتِ باغِ ارم ٹھہرے
 علیؑ و فاطمہؑ، شیر و شیرِ جان پیغمبر ﷺ
 حیاتِ پیکرِ تطہیر، بس یہ چار دم ٹھہرے
 حسینؑ ابن علیؑ کے واسطے گلزارِ جنت تھا
 وہ میدانِ بلا، اکثر پیغمبر ﷺ جس میں کم ٹھہرے
 رفیقانِ حسینؑ ابن علیؑ تھے با وفا کتنے
 سدھارے قبل و بعد اور حوضِ کوثر پر بہم ٹھہرے
 سناں کے زخم کی حالتِ علیؑ اکبر بیاں کر دیں
 اگر ہوتا بگو یائی، اگر آنکھوں میں دم ٹھہرے
 کوئی کیا کر سکے اس حلق کی خشکی کا اندازہ
 کہ جس پر خنجر قاتل چلے اور دم بدم ٹھہرے

بڑھے جاتے تھے شہ کی معرفت کی راہ میں جوہر

زمین کر بلا جب سامنے آئی قدم ٹھہرے

